REGISTERED L. No. 87

نورافشاں

نمبر [illegible] حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے [illegible] دسمبر ۱۹۰۹ء

جلد [illegible] ہر پنجشنبہ کو مطبع لودیانہ سے شائع ہوتا ہے

خاص نورافشاں کے پڑھنیوالوں کیلئے

انعام! انعام!!

جو نورافشاں کو خریدار [illegible] ایک سال کی قیمت [illegible] بھیجے [illegible] ذیل کی کتابوں میں سے ایک کتاب بطور انعام کے ملیگی

[illegible] +

تحقیقِ اسلام [illegible] +

[illegible] +

ستھیارتھ پرکاش [illegible] +

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible] منیجر نورافشاں لودیانہ

سنڈے اسکول کے پرچے

دو قسم کے پرچے [illegible]

۱- سبق مع تشریح

[illegible] فی سال [illegible] سال [illegible] روپیہ محصول علاوہ [illegible] ایک روپیہ میں [illegible] +

۲- تصویردار پرچے

[illegible]

[illegible]

سی ایل ایس کی کتابوں کے واسطے

پادری [illegible] صاحب [illegible] کی جاوے +

فہرست مفت بھیجی جاتی ہے +

ہم کتب فروشوں سے [illegible] کرنا چاہتے ہیں +

جو صاحبان پانچ روپیہ یا زیادہ کی کتابیں منگوائیں [illegible] فی صدی [illegible] کتب فروشوں کو [illegible] دیا جاویگا +

یہ کتابیں مسیحی [illegible] لودیانہ یا پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور سے بذریعہ وی پی یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں



نور افشاں

لودیانہ - جمعہ - ۱۷ دسمبر ۱۹۰۹ء

مسیحی خاندان

نمبر ۶

۵ - فضول خرچی - یہ عیب اگرچہ کافی آمدنی کی حالت میں ایسا برا معلوم نہیں ہوتا۔ مگر جب کہ آمدنی قلیل ہو اور کسی خاندان کی عادت فضول خرچی کی ہو تو اس خاندان کی بربادی کے لئے ایک بہت بڑا سبب ہوتا ہے۔ اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ تھوڑی آمدنی والے خاندانوں کا ویسا ہی حال ہوتا ہے۔ آمدنی تو قلیل اور خرچ اخراجات اس سے بڑھے ہوئے ہیں کہ قرض کے بوجھ کے نیچے دب کر بہت ذلیل ہوتے ہیں۔ قرض کی نسبت ہم گذشتہ نمبر میں لکھ چکے ہیں۔ پر فضول خرچی کرنے کی عادت والا شخص ضرور قرض دار بنتا اور ہر قسم کی مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ فضول خرچی بہت باتوں میں ہوتی ہے۔ کھانے پینے پہننے میں اور سامان عیش کے مہیا کرنے میں پر تمام امور میں مسیحیوں کو حد اعتدال سے باہر نہ جانا چاہئے۔ تمام باتوں میں میانہ روی اختیار کرنی بہتر ہے۔ عالی مزاجی اور فراخ حوصلگی سے فضول باتوں میں روپیہ پیسہ خرچ کرنا کوئی دانائی نہیں ہے پس لازم ہے کہ ہم اس دنیا میں کلام مقدس کی نصیحت و تعلیم پر کاربند ہو کر ایسی زندگی بسر کریں۔ جو خدا کے جلال کا باعث ہو۔ نہ کہ کھانے پینے اور عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنے کی طرف اپنے آپ کو لگا کر روحانی برکتوں سے محروم رہ جاویں۔ کیونکہ قرضدار ہونے سے روحانی زندگی میں بڑا ہرج واقع ہوتا ہے۔ زمانہ کی رفتار عجیب ہو رہی ہے۔ نئے نئے فیشن جاری ہوتے جاتے ہیں۔ جن پر خرچ زیادہ ہوتے ہیں۔ اور نوجوان فیشن ایبل ہو جاتے ہیں۔ جس پر خرچ بہت بڑھ جاتا ہے نفیس پوشاک۔ لطیف خوراک۔ اور سامان عیش پر بہت خرچ آتا ہے۔ جس کو ضروری نہیں ہے کہ اس سے کفایت شعاری عمل میں لائی جاوے اور فضول خرچی سے پرہیز کیا جاوے کیونکہ یہ بربادی کا نشان ہے۔

۶ - کاہلی - دنیا میں ہر ایک کام دانائی اور ہوشیاری سے انجام پاتا ہے۔ دنیا میں ہر ایک شخص کے سامنے ایک دوڑ ہے جس میں اس کو دوسرے حریفوں کے ساتھ دوڑنا پڑتا ہے۔ اور اس دوڑ میں جو مستقل اور مضبوطی کے ساتھ دوڑتا ہے وہ بازی جیت جاتا ہے اور جو سستی کرتا وہ ہار جاتا ہے۔ ہار اور جیت کا معاملہ ہر ایک پیشہ میں عمل کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیا دینی امورات میں اور کیا دنیاوی امورات میں جو جس میں محنت اور کوشش کرتا ہے۔ وہ ضرور کامیاب نکلتا ہے۔ سست کاہلوں اور ڈھیلے ہاتھوں سے کچھ نہیں بنتا۔ چستی اور چالاکی ہر ایک کام میں درکار ہے۔ جو کامیابی کی چابی ہے۔ مگر جو لوگ ایسے معاملات میں سستی اور کاہلی کو کام میں لاتے ہیں وہ ہر صورت سے ناکام رہتے ہیں۔ خوشی کا مقام ہے کہ مسیحی خاندانوں میں بہت ایسے نوجوان نکلتے ہیں۔ جو دنیوی معاملات میں اور دینداری کے امورات میں ہر ایک چالاکی اور چستی کام میں لاکر میدان میں سبقت لے جاتے ہیں۔ اور مسیحی خاندانوں کو سرفراز کرنے کا سبب ٹھہرتے ہیں جن کے وسیلے سے خدا کا جلال و کلیسیا کی رونق بڑھتی ہے۔ اور ایسے ہی لوگ مسیحی مذہب میں غیر اقوام کے بیچ میں نور کے فرزند ہیں۔

پر افسوس کے ساتھ یہ بھی دیکھا جاتا ہے۔ کہ اکثر مسیحی خاندانوں میں سست اور کاہل نکمے جوان لڑکے اور لڑکیاں بیکار نکلتے ہیں۔ جو مسیحی بدنامی کا سبب ٹھہرتے ہیں۔ ایسوں کی حالت قابل افسوس ہے۔ ایسوں کے لئے خاندان دین کو بہت فکر کرنی چاہئے۔ تاکہ ان کے سدھارنے کے لئے کوئی عمدہ بندوبست کیا جاوے ورنہ ایسے لوگ مسیحی کلیسیا میں بہت بدنما داغ ہیں۔ جو صرف بدنامی کا باعث ہوتے ہیں۔ بہتر ہو کہ وہ بھی دکھلائیں کہ ان میں بھی ہر ایک کی بابت ایک نمونہ قابل تعریف موجود ہے کہ جو کام وہ کر سکیں اس کو ابھی نہ چھوڑیں۔

لاہور نمائش میں کی نمایشوں کی خبر دیر سے

بڑے زور و شور سے جو ہو رہی تھی ۱۰ دسمبر بروز پنجشنبہ شروع ہوئی جس کی عجیب کیفیت جو سول اینڈ ملٹری گزٹ ذیل کے بیان سے ثابت ہے کہ بروز پنجشنبہ علی الصبح لاہور کی گلیاں قسم قسم کی گاڑیوں۔ موٹروں۔ ٹمٹموں اور شکرموں وغیرہ وغیرہ سے بھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ جو سب ایک طرف کو چلتی ہوئی نظر آتی تھیں یعنی بڑی عالیشان نمائش گاہ کی طرف جس کو ہز آنر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے خاص رسم کے ادا کرنے سے کھولا تھا۔ اور یہ کاروائی شہر میں سے ایک بڑے جلوس کے گذرنے کے بعد ہوئی جس کے آگے آگے پٹیالہ ریاست کی فیل تھی جن کے پیچھے پیچھے ہاتھیوں کی نہایت قیمتی زرد جواہرات سے سجے ہوئے سامانوں سے مہیا قطاریں تھیں۔ جن کے ہودے نہایت خوبصورت تھے جن میں مندرجہ ذیل معززین سوار تھے۔ راجہ آف پونچھ۔ سر آرتھر ریڈ چیف جج پنجاب چیف کورٹ۔ راجہ آف چمبہ۔ راجہ فرید کوٹ۔ راجہ منڈی۔ راجہ کپورتھلہ راجہ جیند۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر اور لیڈی ڈین صاحبہ اس جلوس کے ساتھ پنجاب لائٹ ہارس کی گھوڑ چڑھی تھی۔ یہ جلوس باغ میں سے ہو کر لاہور کے قدیم دہلی دروازہ سے شہر میں داخل ہوا۔ وزیر خان کی مسجد سے سیدھا کوتوالی کی طرف گیا۔ اور روشنی گیٹ سے گذر کر قلعہ سے ہوتے نمائش گاہ میں ایک بڑی خوبصورت محرابی دروازہ میں سے ہو کر پہونچا اور نمائش گاہ کے گیٹ پر کپتان رابسن کے ماتحت سو جوانوں کا سشیر گارڈ آف آنر تھی انکے بعد

ایک بڑے خیمے کے ارد گرد پہرہ ہاتھیوں پر سے سواریاں گزریں۔ جو منتظمہ کمیٹی نے استقبال کیا۔ اور جب لفٹننٹ گورنر اس جگہ پر پہنچے۔ تو سوا ستر توپکا فیر ہوا۔ پرنسپل نے نمائش ختم کیا۔ اسکے بعد لفٹننٹ گورنر صاحب معہ لیڈی ڈین صاحبہ بنگاہ پر داخل ہوئے اور سونے کی سلیٹ جس پر جواہر جڑے تھے ریاست پٹیالہ سے بطور ہدیہ تھا لیکی تعظیمی کرسی نشین ہوئے۔ اس کے بعد حضور نے ایک اسپیچ میں اس نمائش کا پورا حال لکھا ہے۔ جس میں لفٹننٹ گورنر کی ترقی بھی وجہ کی ہے۔ لیکن ہم طول کے خوف سے اس کو درج اخبار نہیں کر سکتے۔ ایسی عمدہ نمائش اس ملک میں اس سے پیشتر شاید کبھی نہیں ہوئی۔ اس کی عجیب کیفیت دیکھنے والوں کو معلوم ہوگی۔ کیونکہ مثل مشہور ہے۔ کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

شہر لاہور میں ۱۹ دسمبر ۱۹۰۹ء سے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۹ء تک منصفہ ذیل صاحبان کے لکچر ساڑھے پانچ بجے شام سے آٹھ بجے رات تک ہوتے رہے۔

تاریخ	مضمون لکچر	لکچرار
۱۹ دسمبر	کانشنس زندہ قلب	ڈاکٹر ایچ ڈی گرسوالڈ صاحب ڈی۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔
۲۰ دسمبر	نجات از روئے ویدک دھرم مقابل دیگر مذہب	پادری جوالا سنگھ پرنسپل مشنری سکول دہلی
۲۱ دسمبر	نجات از روئے بائیبل	پادری جے۔ ایم۔ میکلین صاحب ڈیمن پوری
۲۲ دسمبر	عظمت مسیح از روئے قرآن	پادری غلام مسیح صاحب مشنر ڈیرہ دون
۲۳ دسمبر	محمد و محمدیان در اسلام مقابل دیگر مذہب۔	پادری جوالا سنگھ صاحب پرنسپل
۲۴ دسمبر	مسیح موعود کی شرائط	جناب لارڈ بشپ صاحب لاہور

اگر کوئی صاحب جلسے میں سے مفصل کیفیت ان لکچروں کی نورافشاں کے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے بھیجیں تو بہتر ہوگا۔ بلکہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی بھیجیں تو ہم ان کو درج اخبار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

ہمارے ملک کی عجیب حالت ہو رہی ہے جس طرف نظر کرو عجیب ہی رنگ دکھائی دیتا ہے گویا کسی قسم کی عجیب باتیں وقوع میں آ رہی ہیں۔ بلکہ دنیا بھر میں ایک عجیب انقلاب ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہیں لڑائی کہیں شورش کہیں بغاوت کا جھنڈا بلند ہوتا ہے کہیں نا اتفاقی رنگ دکھا رہی ہے کہیں مہلک بیماریاں صدہا جانوں کو تلف کر رہی ہیں کسی جگہ موت راہی ہو رہی ہے کہیں قحط سالی پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے ملک کے واقعات کو کلام الٰہی انجیل مقدس کی پیشین گوئیوں پر خیال کرکے صاف صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دن بہت قریب آ گئے ہیں۔ خداوند کی قیامت کے ہوتے رہتے ہیں۔ اور شاید خداوند مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا نزدیک ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس حالت کو دیکھ کر سمجھ لیں کہ اب ہم نے مختلف حالات کا ذکر کرکے تھوڑی کی تفصیل کی کہ ترکی حال کا نتیجہ ہوا کہ پایہ سلطان کو تخت سے اتار دیا گیا۔ اور اس کا بھائی محمد پنجم کے نام سے تخت نشین ہوا۔ چار ہزار سے زیادہ لوگ گرفتار ہو چکے ہیں جنہوں نے پارلیمنٹ کے برخلاف بندش باندھی تھی۔ ان میں سے بہت سخت سزا پائینگے۔ پہلے سلطان معہ اپنی گیارہ بیبیوں کے سالونیکا بھیجے گئے۔ اور وہاں ایک محل میں قید رہینگے۔ مناسب خرچ برابر ملتا رہیگا۔ اس نئے انتظام سے بظاہر خوشی معلوم ہوتی ہے پھر بھی لڑائی وقوع ہوئی کئی ہزار لوگ ضائع ہوئے۔ دوسری ولایتوں میں اب کہ سلطنتی انتظام میں گڑبڑ ہے۔ شاہ ایران ۳۰ ہزار آرمینین قتل ہو چکے ہیں۔ اور دو مشنری صاحبان ایک گرجا گھر میں بند کرکے جلا دیئے گئے۔ غرضیکہ سلطنت میں ابتری ہے۔ سوائے اپنے کسی کو کچھ نہیں سمجھتے۔ بس چلے تو وہ سرکار کا نام و نشان بھی باقی نہ رکھیں۔ دور کیوں جاتے ہو کابل اور اس کی سرحد کے لوگوں پر غور کرو۔ پشاور اور اس کے گرد و نواح کے گاؤں پر نشان رات کے وقت اکثر جنہ لوگ چڑھ آتے ہیں۔ اور بیچارے ہندوؤں کی درگت بناتے ہیں۔ لوٹ کر جو کچھ ان کے گھر میں ہوتے جاتے اور اپنے لوگوں میں بانٹتے ہیں۔ جب سرکاری فوجیں چڑھائی کرتی ہیں تو پیچھے بھاگ جاتے پہاڑوں کے دوسرے پر دور چلے جاتے ہیں۔ پھر اپنی شرارت اور ظلم کا کام شروع کرتے ہیں۔ ہندوستان میں بنگال بڑی دھوم دھام سے مچی ہے۔ مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ہندوستان کے حاکم تھے۔ اور اس لئے شمار سے زیادہ ہمیں اعلیٰ عہدے کا اختیار ملنا ضروری بات ہے۔ ورنہ ہم بھی کچھ کرکے دکھلائینگے۔ ہندو اپنا ہی رنگ لگا رہے ہیں۔ انگلو انڈین اور یوریشین نے بھی ترہی پھونکی ہے اور دعوے کرتے ہیں کہ ہمارا سب سے زیادہ اور بڑا حق ہے۔ ہم نے اپنے خون سے ہندوستان کو جیتا ہے۔ دیکھئے کس کروٹ اونٹ بیٹھتا ہے۔ اگر سرکار کا انتظام ٹھیک ٹھیک نہ ہوا تو حکام بھی اس شور و غل کی آواز سے گھبرا جاتے۔ سچ تو یوں ہے کہ اگر موجودہ انتظام ہندوستان سے جاتا رہے تو دنیا کا سا حال یہاں بھی ہو جاوے۔ خدا ہی کی مرضی سے انگریزی سلطنت ہندوستان میں قائم ہوئی اور قائم بھی رہیگی۔ لوگ کچھ بھی کیوں نہ چاہیں سرکار کسی کی دھمکی میں نہیں آنے کی۔ وہ حق انصاف کی بات ہی کریگی۔ جب دوسرے لوگ یوں شور و غل مچا رہے ہیں کیا مناسب ہے کہ دیسی مسیحی اور خیرخواہ اور حافظ مشنری صاحبان خاموش بیٹھے ہیں۔ اگر دیسی مسیحی کی پہنچ حاکموں تک نہیں ہوتی۔ اگر مشنری اور دیگر بڑے اور نیک صاحبان دیسی مسیحیوں کے حق کو بھی سرکاری حاکموں کے سامنے پیش کریں۔ تو ان کا حق مارا نہ جاوے گا۔ اگر کچھ کوشش نہ کی جائے تو دیسی مسیحی پیچھے رہ جاوینگے اور جب سب انتظام ہو چکا تو کچھ بھی نہ بن آئیگی۔ کون مدد کرنے کے لئے تیار ہے۔ اب آخر کار نتیجہ نکل آیا ہے کہ جدید پارلیمنٹری کونسلوں کا اعلان دیا گیا ہے۔ اور اب امید ہے کہ ہندوستان میں ایک نیا زمانہ شروع ہوگا اور انتظام سلطنت کا نیا دور عمل میں آئیگا۔

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ۔ اور چونکہ دنیاداری کا بہت کم شعور تھا۔ اسلئے کثرت سے نبی عربی صلعم کی طرف گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

اقول۔ اب جبکہ تلوار ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی اور جس کو دیکھتے تھے اُس کو زیر کرتے تھے۔ تو پھر ڈر کیا تھا۔ بلا کون دیتا۔ بیچارے عربی آزادی جانیں لے کر بھاگ گئے ہونگے کہ کہیں پیغمبر صاحب لوٹ مار کر کے اُن کے جان و مال کو برباد نہ کردیں۔

قولہ۔ اسلام کو تلوار سے پھیلانے کا اعتراض کرنے والے یہاں سے ایک سبق حاصل کریں۔ کہ ایک تنہا بے یار و مددگار اور فطرت پرستوں کی ایک بڑی قوم میں وعظ کرتا ہے۔ اور ایک ہی سال میں کامیابی ہوئی ہے کہ اعتماد رسول کی بڑی جماعت اسلام میں داخل ہوجاتی ہے۔ اس شخص کے ہاتھ میں کونسا ہتھیار تھا۔ قرآن پاک تھا۔ اور اسی ہتھیار نے مخالفات کا مقابلہ کر دیا۔ یہی ایک ہتھیار تھا۔ جس کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وعظ میں استعمال کیا۔ اور یہی ایک حربہ تھا جس کو آپ کے تابعین ہمیشہ ہر جگہ پر جہاں کہیں وہ گئے کام میں لائے۔

اقول۔ اگر صرف قرآن ہی مشنری اسلام اور ان کے تابعین کے ہاتھوں میں ہوکر پبلک کے سامنے آتے تو ہمارا اعتراض کے لئے مطلق دخل نہ ہوتا۔ لیکن جبکہ بانی اسلام خود بڑے جوش کے ساتھ لڑائیاں اور جہاد کرتے۔ اور اپنے تابعین کو بھی تلوار پکڑنے کی تعلیم و تحریک دیتے۔ اور اس طرح سے کہ جب ہتھیار بند لڑنے آتے تو ہم کو کہنا پڑتا کہ یہ کام محض قرآن شریف کی بے نظیر تاثیر سے ہوا ایک جھوٹ طلب امر ہو جاتا ہے۔

قولہ۔ اب میں قریش کا کچھ ذکر کرتا ہوں۔ میور لکھتا ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام کے مکہ سے چلے جانے پر خوش تھے اور اگر نبی کریم کی طرف سے زیادتی نہ ہوتی تو وہ مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت نہ کرتے۔ میور یہی لکھتا ہے کہ نبی کریم یا آپ کے اصحاب نے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق قریش کے قافلوں کو لوٹنا شروع کیا اور مسلمانوں کی اس زیادتی کی وجہ سے امن سب ملک میں جو قریش میں تھا جاتا رہا کہ نبی کریم اور آپ کے اصحاب سے جو در اصل اُن کے قریش وہ اب بھی تھے بر سر پیکار ہوں۔

اقول۔ میور صاحب کا یہ تمام بیان بالکل درست ہے کیونکہ در حقیقت اصل ملک تو قریش تھے۔ جب اس نئے فرقے اور مذہب کے لوگوں نے امن میں خلل اندازی کی اور لوٹ مار گرم کردی تو پھر کیا اُن کا حق نہ تھا کہ وہ اس فساد کو روکنے کے لئے کچھ انتظام نہ کرتے پر جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا کام پیش آیا۔ اسلام کی طرف زور ہو گیا اور وہ مغلوب ہو گئے۔ اور سلطنت اُن کے ہاتھوں سے چلی گئی اور آخرکار اسلامی سلطنت قائم ہو گئی۔ بس پھر کیا تھا پھر تو اسلام کی بن آئی۔ اور جس ملک میں دیکھو اسلام کا آوازہ بلند ہوا اور حلقہ بگوش ہونے لگے

قولہ۔ لیکن ہم سوال کرتے ہیں کہ یہ عجیب تبدیلی قریش میں یکایک کس طرح پیدا ہوگئی۔ انہوں نے کیونکر اپنے خیالات کو بدل لیا؟ اگر وہ مسلمانوں کے چلے جانے پر خوش تھے۔ تو مہاجرین کے اس روئے کا پیچھا کیوں تعاقب کیا؟ جو کہ ان کے ظلم سے تنگ آکر ایک عیسائی ملک میں پناہ لیتے جارہے تھے۔ پھر حبش کے بادشاہ کے پاس ایلچی اور قیمتی تحائف بھیج کر یوں درخواست کی کہ ان مہاجرین کو ان کے حوالے کردے؟ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ قریش ان مسلمانوں پر کیوں خفا ہوگئے؟ جو کہ مدینے سے آنحضرت اور آپ کے اصحاب کو قریش کے مظالم سے بچا کر اپنی پناہ میں رکھنے کے لئے آئے تھے؟ کیا وجہ ہے کہ انہوں نے مدینے کے مسلمانوں کا ان کی رہائی کے جب تعاقب کیا؟ اور ان میں سے دو کو پکڑ بھی لیا؟ پھر کیا سبب ہے کہ ان دو میں سے ایک پھر نکل گیا تو دوسرے کو ہاتھوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے شہر میں لائے۔ اور جب مسلمانوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو کیوں انہوں نے دشمنی سے اپنے عزیز و اقارب کو طرح طرح کے عذاب دینے شروع کئے؟ کیا اُن کی ہجرت کو روکنے کے لئے ہر طرح کی کوششیں نہ کی گئی تھیں؟ کیا بعض کو قید میں نہیں ڈالا گیا تھا؟ اور بعض کو زنجیروں میں نہیں کسا گیا؟ کیا وہ بعض مسلمانوں کو مدینے کے پاس سے پکڑ کر نہیں لاتے تھے؟ اور کیا ان کے ہاتھ بند ہو کر اُن کو گھسیٹ کر نہیں لیجاتے تھے؟ اور کیا وہ ان سختیوں کے وقت اُنہیں یہ نہیں کہتے تھے کہ ہم بھی ان سے ایسا ہی سلوک کرینگے؟ جب حضرت نبی کریم مکہ میں ہجرت کے لئے الٰہی حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ کیا اُس وقت یہ ارادہ نہیں کیا گیا تھا کہ سب ملکر آپ پر حملہ کریں؟ اور آپ کی زندگی کا خاتمہ کردیں؟ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر گئے کیا آپ کے قتل کے لئے انعام مقرر نہیں کیا گیا تھا؟ اور کیا آنحضرت کی تلاش کے لئے ہر طرف سوار نہیں دوڑائے گئے تھے جب قریش کی یہ حالت تھی تو ہم میور صاحب سے یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ خود ہی بتائیے کیونکر یہ ایک غریب بے ضرر بیچارے بن گئے؟ اور آپ جیسے مورخ سے کیا انصاف کی امید ہو سکتی ہے کہ جو اپنے جبلی عیسائی تعصب میں ایسا غلطان ہے کہ خود قریش کو تمام الزام سے بری کرتا۔ اور حضرت نبی کریم کو باوجود مظلوم ہونے کے زیادتی کرنے والا ٹھہراتا ہے۔ اور ابتدائی جنگ کا الزام ان کے سر پر رکھتا ہے۔

(باقی آئندہ)

لاہور کے مشہور بک ڈپو کے مالک امیر فتح سنگھ صاحب نے ایک مقبول اخلاقی سوسائٹی کو مفت دیا ہے۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا

سپارہ ۵ سورۃ نساء رکوع ۱۱

ترجمہ ۔ اور اگر یہ ہوتا (یعنے قرآن) کسی اور کا سوائے اللہ کے تو پاتے اس میں بہت تفاوت ۔

ترجمہ دیگر ۔ اور اگر ہوتا نزدیک غیر خدا کے سے البتہ پاتے بیچ اس کے اختلاف بہت یہ ایک کسوٹی بتلائی گئی ہے ۔ کہ جس سے ہم قرآن کو خدا کا کلام ثابت کر سکتے ہیں اور اگر اس کسوٹی پر وہ پورا نکلے تو ضرور اس کے کلام اللہ ہونے میں شک نہیں ۔ بلکہ صاف طور سے انکار کرنا پڑیگا ۔ اختلاف تو بے شمار ہیں پر ہم صرف خاص خاص کے ذکر ہی پر کفایت کرینگے ۔ تمام ناظرین سے عموماً اور اہل اسلام سے خصوصاً التماس ہے کہ بڑی توجہ کے ساتھ اس ضروری مضمون کو پڑھیں ۔ اور انصاف کی داد دیں ۔

۱۹ ۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۔ سپارہ ۱۵ رکوع ۲ ۔ سورۃ بنی اسرائیل ۔

ترجمہ ۔ اور نہیں بوجھ اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا ۔

اختلاف ۔ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ ۔ سپارہ ۳ رکوع ۵ ۔

ترجمہ ۔ کہہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی جب کوئی بوجھ اٹھانے والا نہیں ۔ تو رسول پر ایمان لانے سے کیا فائدہ ۔

۲۰ ۔ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۔ سپارہ ۱ ۔ سورۃ بقر

ترجمہ ۔ واسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب پس جدھر کو منہ کرو تم پس وہی ہے منہ اللہ کا ۔

اختلاف ۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔ سپارہ ۲ رکوع ۱

ترجمہ ۔ پس پھیر منہ اپنے کو طرف مسجد الحرام کے اور جہاں کہیں کہ ہو تم پس پھیرو منہ اپنے کو طرف اس کے ۔ پہلے تو صاف کہا ہے کہ تمام طرفیں اللہ کی ہیں جدھر چاہو نماز پڑھو ۔ اور پھر صاف اس کے برعکس صرف ایک طرف مخصوص کی جاتی ہے ۔

۲۱ ۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۔ سپارہ ۱۷ ۔ سورۃ انبیاء رکوع ۷

ترجمہ ۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھکو مگر رحمت واسطے عالموں کے

اختلاف ۔ لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ ۔ الخ ۔ سپارہ ۱۰ رکوع ۱۱ ۔ سورۃ التوبہ ۔

ترجمہ ۔ لیکن رسول اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اس کے اور جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے ۔ کیا لوگوں کو جہاد کے وسیلے سے رحمت تقسیم کرنے کا مطلب ہی ہے یہ کوئی رحمت ہے ۔ جس کی ہم کو خبر نہیں ۔ جبکہ ان کی زندگی کا مقصد اور پہلی آیت کے مطابق عالم کے لئے رحمت تھا اس کے برعکس کشت و خون کیوں ہوا ۔

۲۲ ۔ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۔ سپارہ ۱۸ ۔ رکوع ۱۰ ۔ سورۃ النور

ترجمہ ۔ اور نکاح کرو رانڈوں کو اپنے میں سے اور لائق والوں کو غلاموں میں سے اور لونڈیوں کو اپنی میں سے ۔

اختلاف ۔ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمًا ۔ سپارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب رکوع ۷ ۔

ترجمہ ۔ اور نہ یہ کہ نکاح کرو بیبیاں اس کی کو پیچھے اس کے ۔ کہ یہ تحقیق ہے نزدیک اللہ کے بڑا گناہ ۔ پہلی آیت میں نکاح کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری میں اس کو بڑا گناہ بتایا گیا ہے ۔

۲۳ ۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۔ وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۔ سپارہ ۲۲ رکوع ۲

ترجمہ ۔ اے نبی تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھکو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا طرف اللہ کے ساتھ حکم کے اس کے اور چراغ روشن ۔

اختلاف ۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۔ سپارہ ۲۸ ۔ رکوع ۲ ۔

ترجمہ ۔ اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور سختی کر اوپر ان کے اور جگہ ہے کی دوزخ ہے ۔ اور بُری ہے جگہ پھر جانے کی ۔

پہلی آیت میں کیسے اچھے کام سپرد کئے جاتے ہیں اور دوسری آیت میں جہاد ظلم و سختی اور بیر کا حکم دیا جاتا ہے ۔ جو صریح اختلاف ہے ۔

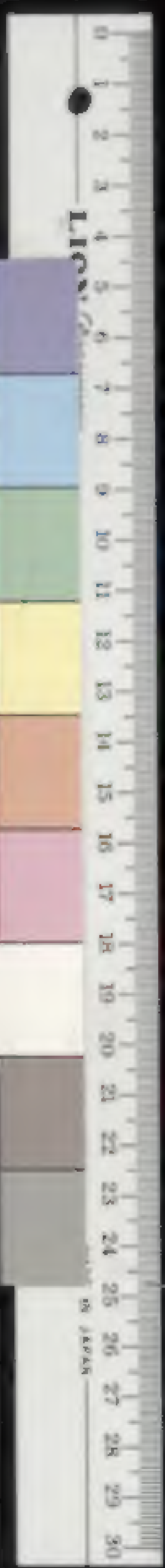
۲۴ ۔ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي ۔ الخ ۔ سپارہ ۱ رکوع ۳ ۔

ترجمہ ۔ اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ کہ واسطے ان کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں وغیرہ وغیرہ ۔

اختلاف ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۔ سپارہ ۳ ۔ رکوع ۵ ۔

ترجمہ ۔ پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا تحقیق اللہ پروردگار میرا ہے ۔ اور پروردگار تمہارا ۔ پس عبادت کرو اس کی یہ ہے راہ سیدھی ۔

پہلی آیت میں نجات نیک اعمال پر منحصر بتائی جاتی ہے اور دوسری میں محمد کا کہنا ماننے پر ۔ دوسرے لفظوں میں اس پر ایمان لانے پر ۔ باقی آیندہ ۔



مراسلات

ویدک شائستگی

ان دنوں میں بیاہ لڑکیوں کے لئے ایک لازمی امر ہے بیاہی لڑکی کے گھر میں رہنا ماں باپ کے لئے سخت شرم کا باعث ہے۔ لیکن ویدک زمانہ میں یہ حال نہ تھا بلکہ کنیا عمر بھر ماں باپ کے گھر میں کنواری رہ سکتی تھی۔ اور اپنے باپ کی جائداد کا حصہ پاتی تھی۔ رگوید ۲:۱۷:۷ میں ویدک رشی اس بات کا ذکر کرتا ہے "جس طرح عمر بھر ماں باپ کے ساتھ رہنے والی لڑکی (اسی طرح) اپنے باپ کے گھرانے سے حصہ مانگتی ہے۔ اسی طرح میں تیرے پاس دھن مانگتا ہوں"۔

ان دنوں یہ خیال کرتے ہیں کہ گھر میں رہ کر دینداری نہیں ہو سکتی۔ سو رشی لوگ جنگل میں جا بستے تھے۔ ویدک زمانہ کے بعد بیشک بان پرست آشرم تو قائم ہو گیا تھا لیکن ویدک زمانے میں یہ دستور نہ تھا۔ ویدک رشی گرہست ہوتے تھے۔ ان آریہ دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتے تھے اور اپنے دیوتاؤں سے بہادر بیٹے اور دنیاوی دولت کی تمنا سے دعا مانگتے تھے۔ مثلاً "اے اگنی تو دیوس (رگ [illegible]) [illegible] کو دشمنوں کے فتح کرنے والا بیٹا دے جو بہادری سے سب کو جنگ میں شکست دے کر سرفرازی حاصل کرے۔ اے بہادر اگنی تو سچائی کو [illegible] گو اور دھن دینے والا ہے تو ایک ایسا بیٹا عنایت کر جو (دشمن کی) فوج کو شکست دینے کے قابل ہو۔ (۵:۲۳:۲۲)"

"اے شکتی کے بیٹے اندر تو ہم کو ہزار طرح کے دھن۔ اناج سے [illegible] کی کثرت اور دشمن کا ہلاک کرنے والا ایک بیٹا عطا کر (رگ ۶:۲۰:۱)"

"آؤ سوم تو اس طرح [illegible] سے ہم دھن بہت اور سونا اور گھوڑے اور گائے اور بہادر بیٹا بھی حاصل کریں (۱۰:۹۹:۱۰)"

جب رشیوں کی تمنا ایسی ایسی چیزوں کی تھی تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ گرہستی [illegible] ہوتے تھے۔ یا فقیری کی زندگی کو اعلیٰ تصور جانتے تھے!

عموماً بیٹا باپ کا جانشین ہوتا تھا۔ اور باپ کی جائداد کا وارث بنتا تھا۔ خلاف اس کے پیدا شدہ بیٹا۔ بیٹی کو باپ کا دھن نہیں دیتا ہے۔ وہ اس کو اس کے شوہر کی [illegible] کر دیتا ہے۔ اگرچہ باپ ماں بیٹا اور بیٹی دونوں کو پیدا کرتے ہیں۔ [illegible] ان میں سے ایک [illegible] کرتا اور دوسری عزت دار ہوتی ہے۔ (۳:۳۱:۲)

اگر بیٹا نہ ہو تو بیٹی کا بیٹا وارث ہوتا تھا۔ مثلاً "بے بیٹا باپ ...... داماد کو عزت دیکر شاستر کے حکم کے مطابق بیٹی سے پیدا شدہ دوہتے کے پاس جاتا ہے۔ بیٹی کا [illegible] یقین کر کے باپ خوش دلی سے جیتا رہتا ہے۔ (۳:۳۱:۱)"

اب بھی یہی قانون چلا آتا ہے۔ اگر بیٹا موجود ہو تو اسی کو باپ کی جائداد ملتی ہے۔ لیکن اگر بیٹا نہ ہو تو بیٹی کا بیٹا وارث ہوتا ہے۔

اگر کوئی بے اولاد رہتا تھا تو ویدک زمانے میں بھی دوسرے کے بیٹے کو [illegible] بنا لیتا تھا۔ پر رشی لوگ اپنی ہی اولاد کی بڑی تمنا رکھتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ دوسرے کا بیٹا ان کا وارث نہ ہو۔ مثلاً "[illegible] نہیں اس کا دھن بہت ہوتا ہے۔ پس ہم ہمیشہ دھن کے مالک ہونگے۔ اے اگنی کاش کہ بیٹا دوسرے کا پیدا شدہ نہ ہو ...... دوسرے سے پیدا شدہ بیٹا اگرچہ خوشی کرنے والا بھی ہو تو بھی اس کو بیٹا کر کے قبول اور دل میں خیال نہیں کیا جا سکتا ہے اور وہ پھر اپنی ہی جگہ کو چلا جاتا ہے۔ پس اُن [illegible] دشمن کے ہلاک کرنے والا۔ نو پیدا بیٹا ہمارے پاس آوے" (۷:۴:۸)۔

باقی آئندہ

لوط کا انتخاب

مفید سبق

۱۔ موجودہ حالت میں ناخوشی۔ خوشی کو منظر انسانی طبیعی ہے ہر جز جس میں وہ اس کی [illegible] کو جلوہ گر [illegible] دیکھتا جتنی تمنا اور [illegible] شدید ہو جاتا ہے۔ ہر جنس کی چاہت اور اس کی تلاش میں [illegible] کے وصال کی [illegible] ہوتی [illegible] گلشن ویران [illegible] جنگل [illegible] فطرت کی [illegible] اس کی پیاری پیاری [illegible] خوش [illegible] ہوں [illegible] اس ریگستان میں [illegible] جو ہمارا [illegible] کا سبب ہے [illegible] کانٹے [illegible] کرتے ہیں۔ جہاں [illegible] سمجھنے کے [illegible] کی تلاش میں [illegible] خوشی خوشی پیاری خوشی [illegible] کہاں [illegible] مجھے نگاؤں [illegible] شانوں سے

بانسک جاتی اگر [illegible] سے [illegible] بھی۔
[illegible] سے لگنے تیری [illegible]۔

[illegible] خارجی [illegible]

گئیں ان میں سے اپنے شغل کے لئے وہ صرف انہیں کو منتخب کر دیتا جو اُس کی دلچسپی کے مناسب اور موزوں ہوں اور باقیوں کو رد کر دیتا ہے۔ اس کو انتخاب یا اجتناب پسند یا نفرت کا اصول کہتے ہیں۔ کوئی شے اپنی ذات میں خواہ کیسی ہی عظیم و جسیم کیوں نہ ہو اگر وہ خوشی کی محرک نہیں ہوتی اُس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ باقی آئندہ

نکودر

سہ چیز است تحفۂ نکودر
مقبرے، تالاب و سرائے۔ نیچہ گر

نکودر ضلع جالندھر میں واقع ہے۔ یہ ایک پرانا بادشاہی شہر ہے۔ مقبرے، تالاب، اور سرائے جہانگیر بادشاہ کے وقت کے بنے ہوئے ہیں۔ نکودر پرانے شاہی راستہ پر بستا ہے جو کہ دلی سے لاہور کو جاتا ہے۔ اس راستہ میں ½ ۳ میل کے فاصلہ پر ایک ایک مینار بنا ہوا ہے۔ ایک مینار چھوڑ کر تیسرے مینار کے ساتھ ایک ایک کنواں۔ نکودر سے آٹھ میل بجانب شرقی نورمحل آباد ہے۔ جو کہ نورجہاں بیگم کا بسایا ہوا ہے اور جہاں پر سرائے بیگم صاحبہ نے ہی بنوائی ہے۔ اور یہ سرائے اپنا ثانی دور دور تک نہیں رکھتی۔ اس کسی زمانہ میں اچھی رونق دکھائی ہوگی۔ اب تو بالکل خستہ و شکستہ پڑی ہوئی ہے مگر ابھی دروازہ قابل دید اور اب تک ویسے ہی کھڑا ہے۔ جس پر یہ کتبہ کندہ ہے۔

بدور عدل جہانگیر ابن اکبر شاہ
کہ آسمان و زمین شد پر از عدل و داد
بنائے نور سرائے شد بہ نزد پھلور
بحکم بیگم نورجہاں فرشتہ نہاد
برائے سال بنائش خرد بگفت خوش آمد
کہ شد ز نورجہاں بیگم این سرائے آباد
چو شد تمام خرد گفت بہر تاریخش۔ بنا ز نورجہاں بیگم این سرائے آباد

دوسری طرف اس شہر کے ایک کوٹھی سرائے مشہور ہے۔ جو کہ تھوڑا فاصلہ پر ہے۔ یہ سرائے بھی نورمحل کی سرائے کے مشابہ ہے۔ مگر وہ رنگ میں فرق ہے۔ یہاں پر کچھ عرصہ ہوا کوئی آباد تھے۔ مگر اب بالکل خالی پڑی ہے۔

اول چیز جس سے نکودر مشہور ہے۔ وہ مقبرے ہیں۔ جو نہایت خوبصورت و مضبوط اور اُن کی شان و شوکت کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آج بنے ہیں۔ اپنے بنانے والے کو عزت دے رہے ہیں۔ کیا ہی خوب ہوتا کہ انسان بھی اپنی پہلی شان کو قائم رکھتا۔ جیسا کہ بنایا گیا تھا کہ کس قدر اپنے پیدا کرنے والے کو عزت دیتا اور دلاتا۔ افسوس کہ ہم نے اس شان کو کھو دیا۔

یہاں پر یسعیاہ نبی کا قول کیا صادق آتا ہے۔ بیل نے اپنے مالک کو پہچانا اور گدھا اپنے صاحب کی چرنی کو۔ پر اسرائیل نہیں جانتے میرے لوگ کچھ نہیں سوچتے ہیں۔ یسعیاہ ۱: ۳ یہ مقبرے سنہ [illegible] میں تعمیر ہوئے۔

ایک مقبرے میں چار قبریں برابر برابر ہیں کے اوپر سنگ مرمر کی قبر کا تعویذ [illegible] رنگ ساخت کا ہوا ہے۔ ان چار بزرگوں کی قبروں کی بابت مشہور ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے مرشد تھے۔ باہر کی طرف جو بڑے چبوترے پر [illegible] قد سے اونچا ہے۔ ایک چھوٹے دروازے [illegible] جس کے بیچ میں ایک چبوترا اور ایک کتے کی قبر ہیں۔ کہاوت ہے کہ ایک دفعہ سونے کی زنجیر جو مقبرے کے عین بیچوں بیچ لٹکتی تھی چور سینہ زور اتار کر چرا لے گیا۔ کتا جو لڑکا اور زنجیر اتارنے سے روکا چور اسی دم اندھا ہو کر گیا اس کے بعد کتا بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ اس طرح یہ قبریں بنائی گئیں۔ اب بجائے سونے کی زنجیر کے لوہے کی زنجیر اسی جگہ لٹکتی ہے۔ نہ معلوم یہ کہاوت کہاں تک سچ ہے۔ دوسرا مقبرہ جو پہلے کے بالمقابل ہے خالی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں بزرگوں کی بیٹھک تھی جو کہ پہلے مقبرے میں مدفون ہیں۔

ان کے جنوب کی طرف ایک بارہ دری ہے۔ یہ بالکل ابتر حالت میں پڑی ہے۔ کسی وقت میں یہ اپنی شان دکھاتی ہوگی۔ اس کے بارے میں بھی کہاوت ہے کہ یہ ایسے ڈھنگ سے تعمیر کی گئی ہے کہ اس کے دروازے شمار میں نہیں آتے۔ نہ معلوم سبب کیا ہے۔ بندہ نے بھی کئی مرتبہ اس کو دیکھا۔ مگر دروازے گنے نہیں گئے۔ سیدھے سادے دروازے بیشک بہت ہیں۔

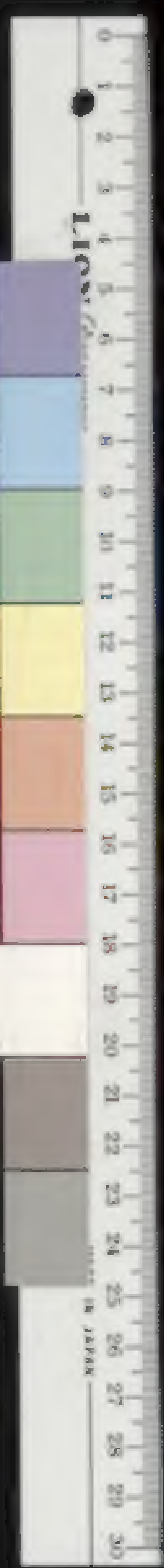
دوسری چیز تالاب ہے۔ جو کہ بارہ دری اور مقبروں کے درمیان ہے۔ یہ تالاب بارہ کمانوں پر پختہ بنا ہوا تھا۔ مگر اب بالکل خستہ و شکستہ پڑا ہے۔ مقبروں کے پیچھے سے ایک سرنگ تالاب میں ہوتی ہوئی بارہ دری تک جاتی ہے۔

تیسری چیز سرائے ہے۔ در حقیقت یہ سرائے کا تو تباہ ہو چکا۔ دروازہ یادگار کے طور پر کھڑا ہے۔

چوتھے یہاں پر تمباکو مشہور ہے۔ سنا گیا ہے کہ جیسے تمباکو یہاں ہوتا ہے پنجاب بھر میں نہیں ہوتا۔ یہاں پر تجارت بھی زیادہ تمباکو کی ہوتی ہے۔ تمباکو بھی اس علاقہ کا نفیس ہوتا ہے دور دور تک سوغات کے طور پر جاتا ہے۔ حقہ پینے والوں کے لئے یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔

شہر نکودر کی آبادی بارہ ہزار کی ہے۔ اہل ہنود زیادہ ہیں۔ زیادہ تر دولتمند بھی ہندو ہی ہیں۔ یہاں مذہبی طور پر زور زیادہ آریوں کا ہے۔ یہاں چوہان کے نمبردار دو مرد ایک عورت ہے۔ عورت مستورات میں کام کرتی ہے۔

ان کے یہاں پر تین سالانہ جلسے ہو چکے ہیں۔ چوتھا سالانہ جلسہ دسمبر ۱۹۰۹ء کے آخر میں ہونے والا ہے۔ دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ پچھلے سالانہ جلسہ میں بندہ بھی حاضر تھا۔ جلسہ خوب رونق سے ہوا۔ لوگ بڑے سرگرم معلوم ہوتے تھے۔ اور بہت دلچسپی دکھلاتے تھے۔ چندہ قریباً [illegible] سو کے ہوا۔ آگے کو زیادہ چندہ دینے کے لئے استعمال [illegible] اپنا [illegible]



اظہار کر چندہ دیتی تھیں۔ اور دیگر اشخاص بھی نہایت کشادہ دلی سے چندہ دیتے تھے۔ اس تھوڑے سے قصبہ میں اتنا چندہ ہونا ان کے لئے فخر کا باعث تھا۔ ہم ان کی اس کشادہ دلی پر آفرین کہتے ہیں۔

خدا کرے کہ ہم مسیحیوں میں بھی یہ کشادہ دلی پائی جائے تاکہ اس سچے اور زندہ خدا کا کلام دور دور تک پہونچایا جائے ہمیں ضرور اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ وہ جو ہماری نقل کرنے والے تھے۔ آگے آگے قدم بڑھائے جاتے ہیں ہم جو ان کے استاد ہیں پست ہوتے جاتے ہیں اس لئے ہمیں اپنے اوپر افسوس کرنا چاہئے۔ جاگو۔ اور ہوشیار ہو اور ایسی دوڑ دوڑو کہ تمہیں انعام ملے۔

یہاں مشن کا کام بہت مدت سے ہوتا ہے۔ مگر پورے طور سے انتظام ایک سال سے ہوا ہے۔ علاقہ بہت طویل ہے۔ مگر کارندے کم۔ کھیت پکے ہوئے مگر کاٹنے والے تھوڑے۔ اس لئے کھیت کے مالک کے آگے منت ہے کہ وہ ان پکے ہوئے کھیتوں میں کام کرنے والے بھیجے۔

اس تحصیل کی آب و ہوا بہت عمدہ اور علاقہ نہایت سرسبز ہے۔ اس تحصیل پر سید محمود علی شاہ تحصیلدار ہیں جو کہ سید محمد علی شاہ تحصیلدار مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ جن کی یادگار میں ایک مسجد اور ضلع ہوشیارپور میں ایستادہ ہے سید محمود علی شاہ نہایت خلیق اور ملنسار اور شریف اور اعلیٰ درجے کے دیانت دار ہیں خدا نے ان کو ایسا مادہ بخشا ہے۔ کہ ہر ایک مقدمات میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیتے ہیں۔ چپڑے منشی ہیں۔ ہر ایک کار منصبی کو اپنا فرض واجب جان کر اپنے ہاتھ سے نبھاتے ہیں۔ اس تحصیل کے لئے ان کا ہونا نہایت زیبا ہے۔ کیونکہ نہایت ہی محنتی شخص ہیں خداوند ان پر اور ان کے خاندان پر برکت بخشے اور اس محنت کا اجر خدا ان کو عنایت فرماوے۔ و۔ ال۔ ن کے ایک منشی بدر دین محمد جوڈیشل ہیں جو کہ مڈل منشی اور عمدہ کارکن ہیں۔ خداوند ان کو ترقی بخشے۔

نبی بخش مشن ... شریف نکودر ۲۲ نومبر ۱۹۰۹ء

مرے کالج سیالکوٹ
کا
افتتاحی جلسہ

ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ۲۲ ماہ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو مرے کالج کا افتتاح کیا۔ کالج کی عالیشان عمارت اور بورڈنگ وغیرہ کی عمارتیں بن گئی ہیں۔ اس موقعہ پر بہت کچھ تیاری کی گئی تھی۔ اور بڑے بڑے پھاٹکوں پر خوبصورت محرابیں بنائی گئی تھیں۔ اور پھولوں سے آراستہ کی گئی تھیں۔ اور سبز پتوں اور پھولوں سے آراستہ کی گئی تھیں۔ اور چھتر اور شامیانے ہر جگہ استادہ کئے گئے تھے۔ خاص کر عمارت کے سامنے نصب تھیں۔

ہز آنر کا بعد لیڈی ڈین اور مس ڈین اور سکرٹری صاحب اور اے ڈی سی۔ جنرل ٹری اور ڈپٹی کمشنر صاحب کا استقبال مشن کے ہتممان اور پرنسپل صاحب اور کالج کے دیگر سٹاف نے اپنی مذہبی پوشاک گون وغیرہ میں بڑی عزت سے کیا اور ان کو مسند گاہوں پر بٹھلایا شہر کے رئیس اور دیگر معززین بھی شامل جلسہ تھے۔

کارروائی دعا کے ساتھ شروع کی گئی جو پادری ڈبلیو سکاٹ صاحب نے ادا کی۔ اور اس کے بعد پروفیسر رام رتن نے اردو زبان میں اس موقعہ کے موزوں شعر پڑھ کر سنائے اس کے بعد کالج کے پرنسپل صاحب ڈاکٹر ڈگلس صاحب نے ضلع میں تعلیم کے زیادہ ترقی اور چرچا ہونے کا ذکر کیا۔ کہ اس شہر میں پانچ ہائی سکول جاری ہو گئے۔ جن کو اب کالج کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ اور سر چارلس رئیواز کے وقت میں کالج شروع ہوا گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق جو اعلیٰ تعلیم کی مددگار اور معاون ہے۔

اس کے بعد پادری جارج ڈف صاحب پرنسپل نے نئی عمارت کی ضرورت کا بیان کیا اور کس طرح سے کپتان مرے صاحب کی یادگاری کی بڑی امداد کے وسیلے سے بن گئی ہے۔ جنہوں نے کسی وقت پنجاب میں خدمت کی تھی اور ان کے نام پر اب یہ کالج کی عمارت نامزد ہوئی ہے۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ اب اس میں ۱۰۰ طلباء کے رہنے کی گنجائش ہے۔ اور کئی رئیساں شہر نے طلباء کے لئے وظائف بھی مقرر عطا کئے ہیں۔

تب ہز آنر کو کالج کی چابی دی گئی جس کو انہوں نے مرے کالج کی افتتاحی رسم ادا کرتے وقت پریسبٹیرین مشن نے تعلیم کے کاموں میں حصہ لینے کی تعریف کی۔ اور امید ظاہر کی کہ اس درسگاہ سے خدا کے خوف رکھنے والے نوجوان تعلیم یافتہ ہو کر نکلینگے۔ اور وہ یہ بات سنکر بھی بہت خوش ہوئے کہ مسلمان لوگ اس میں اچھا حصہ لے رہے ہیں۔ اور امید ظاہر فرمائی کہ یہ کالج رفتہ رفتہ اوّل درجے کا کالج بن جائیگا۔

اس کے بعد پادری آر میکن چیئرمین صاحب مشن بورڈ کے پریذیڈنٹ نے ہز آنر کی شکرگزاری ادا کی جس کے بعد سب اشخاص کھڑے ہو گئے۔ اور عمارت کو دیکھنے کے لئے اندر گئے اور جلسہ برخاست ہوا۔　　از پنجاب ایجوکیشنل جرنل۔

ملتان کے نیک نام چودھری نرائن سنگھ صاحب نے ۱۲ ہزار کی جائیداد ترقی تعلیم کے لئے مرحمت کی ہے۔

نیشنل مشنری سوسایٹی کا کام

ناظرین کو یہ جتانا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ نیشنل مشنری سوسایٹی کا کام ضلع منٹگمری میں کس طرح ہو رہا ہے اور عرصہ دو سال سے کتنی ترقی کی ہے۔ کام پہلے ضلع مذکور کے ایک حصہ میں جو تحصیل دیپالپور کے ایک طرف واقع ہو۔ اور فضل آباد کے نام سے مشہور ہے کھولا گیا ہے۔ یہ فضل آباد ایک چھوٹی کوٹھی ہے جس کے صرف چار کمرے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی برسات میں قریباً دو یا تین فٹ زمین میں دھنس گئی ہے۔ اس کوٹھی کے ساتھ کچھ زمین بھی ہے کوٹھی میں صرف دو اصحاب یعنی مسٹر جیمس اور دوسرے مسٹر ہیرا سنگھ مقیم ہیں۔ اور گاؤں حسو کے وہاں سے ایک میل کے فاصلے پر ہے جنگل بیابان طرف ہے۔ اور یہ دو بندہ خدا اس جگہ اکیلے رہتے ہیں لیکن یہ ایک عجیب بات ہو کہ انہی دو آدمیوں کی وجہ سے یہ کوٹھی سارے علاقہ میں مشہور ہے اس پر طرفہ یہ ہے کہ اس جگہ روز قریباً چالیس آدمی جن میں سے کئی آٹھ دس میل کے فاصلہ سے آتے ہیں۔ خواہ وہ ملنے یا صرف بات چیت کرنے کی وجہ سے ہو ایک لڑکوں کا مدرسہ بھی ہے جس کے سکول ماسٹر مسٹر ہیرا سنگھ ہیں اس مدرسے میں ۲۰ لڑکے ہیں۔ جو اعلیٰ تک تعلیم پاتے ہیں۔ ساتھ ہی دینی تعلیم بھی ہے۔ اور جس کی غرض سے یہ مدرسہ کھولا گیا ہے لڑکے بائبل کی کہانیاں اور مسیح خداوند کی فرمائی ہوئی تمثیلیں اور ان کے معجزات اچھی طرح سے سناتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ لڑکوں کی دینی تعلیم بہت ہی اچھی ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ خداوند کی مدد ان کے ساتھ اچھی ہے۔ اور وہ خداوند کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں لوگ بلا تعصب ان کی مذہبی گفتگو کرسکتے ہیں۔ اور ان کی تاثیر ایسی ہوئی ہے کہ لوگ کھانے پینے کا بھی پرہیز نہیں کرتے جو جہاں سے ملک کی ایک ناجائز رسم ہے مسٹر جیمس ولیس لوگوں سے بہت ہی اچھی طرح پیش آتے ہیں۔ اُن کی ہر طرح خاطر کرتے اور انجیل کی خوشخبری بہت ہی شوق سے سناتے ہیں لیکن یہ ایک اور نہایت ہی خوشی کا مقام ہے۔ اور ہمارے خداوند کے کام میں برکت کا باعث ہوا جس کے سننے سے ناظرین ضرور محظوظ ہونگے اور کئی اصحاب اس بات سے واقف بھی ہونگے کہ ڈاکٹر کے رینا صاحب اپنا کام [illegible] سیالکوٹ سے چھوڑ کر اسی ضلع میں چلے آتے ہیں۔ اور سب طرح کے آرام و آسائش کو چھوڑ کر اس ریگستان کی آبادی جہاں کسی قسم کا بھی آرام نہیں کام کرنا شروع کیا ہے اس وقت یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔

ماں پردہی تیار [illegible] بہشت میں [illegible]۔

اور کیوں نہ ہو جن کے والد نے مسیحی خدمت اپنا ایک پہلا فرض سمجھا تھا اور عمر بھر نے کمال کوشش سے بجا لاتے رہے۔ اُن کے فرزند بھی اسی نمونہ پر چلکر مسیح اور اُس کے کام کے واسطے اپنی جانوں کو نثار کریں۔ اور ہم خداوند یسوع سے ان کے وسیلے سے اپنے کام کو ترقی دے اُن کے لئے صرف اس وقت یہی دعا کافی ہے۔ کہ اُن کے نیک ارادوں کو جو انہوں نے اُس کے کام کے واسطے سوچے ہیں اپنی عزت اور جلال کے واسطے پورا کرے۔ صاحب موصوف نے تھوڑی کچھ روز فضل آباد میں قیام کرکے دورہ شروع کیا پھر منٹگمری میں کل ہر جگہ علاقہ میں دورہ کیا اور اب واپس جانے والے ہیں جن میں ایک تکلیف جو اس جگہ کے کام کی رکاوٹ ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک تو ریلوے لائن کوئی نہیں سوائے لاہور اور ملتان شاخ کے اور وہ ایک اور بھی ہے جو چیچی سے لودھراں جاتی ہے۔ اس ضلع میں کوئی پکی سڑک نہیں پر سواری اونٹ اور یکہ کی ملتی ہیں کچی سڑکیں اس قدر خراب ہیں کہ دو میل کی سواری سے بدن دکھنے لگتا اور گرد کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ ابھی کپڑے بدلے اور دو گھنٹے کے بعد دھوبی کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ باوجودیکہ یہ ضلع پنجاب کے سب ضلعوں سے بڑا ہے۔ یہاں پر صرف ایک ہائی سکول اور تین مڈل سکول ہیں۔ جو اتنے بڑے ضلع کے لئے کچھ بھی نہیں ہیں۔ تعلیم کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ لوگ ناشائستہ اور جاہل ہیں اور بڑی ضرورت ہے کہ ان کو تعلیم دی جائے۔ ہسپتال اس ضلع میں صرف چار ہیں جن سے اس سارے علاقے کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہاں کے مریضوں کو بہت ہی تکلیف رہتی ہے۔ نہ ہی وہ اپنی جانوں اور نہ ہی روحوں کو بچا سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ڈاکٹر رینا صاحب جلد دوائی خانہ کھولینگے۔ لیکن اب تک انہوں نے کوئی مسیحی سکول کا تجویز نہیں کیا۔ ان کا خیال ہے کہ ایسی جگہ کھولا جائے جہاں سے ان بیچارے جاہل لوگوں کو خاطر خواہ آرام ہو پہنچے۔ تاکہ ان کی روحانی اور جسمانی تربیت کی جائیں۔ کیا آپ لوگ مسیحی نہیں ہیں۔ اور جنہوں نے مسیح سے کچھ حاصل کیا ہے اور اپنی روحوں میں آرام پایا ہے۔ اور خدا سے ہر طرح کی برکتیں حاصل کی ہیں۔ ان بیچارے غریب اور بیکس لوگوں کی بابت جن کا شمار پانچ لاکھ ہے اور جن میں صرف پچاس آدمی مسیحی ہیں۔ کچھ سوچتے نہیں۔ ہمدردی اور ان کی روحوں کے بچانے کی فکر کرتے ہیں۔ کیا آپ انکی ہزاروں اور لاکھوں روحوں کا جو اس وقت خداوند یسوع مسیح ہمارے نجات دہندہ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتے۔ آپ لوگ جو نجات پا چکے ہیں اپنی دعا سے اور اپنے پیسے سے جو خداوند کی مہربانی سے آپکو عطا ہوا ان لوگوں کی مدد کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ کیونکہ خداوند تو اپنا کام کرتا رہیگا۔ پر کیوں ہم اس مبارک بات کو جو خداوند کی طرف سے ہم لوگوں کے لئے ہے نہ لیں۔ اور اپنے آسمانی باپ کی عزت اور جلال کا باعث ہوں۔ خدا ہم سبھوں کو ایسی توفیق دے کہ ہم اسکے جلال کا سبب ہوں۔ آمین۔

ایک [illegible]

دشمن کی شناخت

[illegible]

ملک کنعان کی سیر

[illegible]

غزل

منشی [illegible]

[illegible]

انتخاب الاخبارات

ایک مظلوم عورت

تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ ایک ہندوستانی عورت اپنے بہنوئی و گیارہ سال عمر کے ملازم لڑکے کے ساتھ غازی آباد اسٹیشن سے لکھنؤ جانے کے واسطے سوار ہوئی اس کا بہنوئی سالی اور لڑکے کو ریل میں بٹھا کر ٹکٹ خریدنے گیا۔ پیچھے گاڑی روانہ ہو گئی۔ جب دونوں وابستہ کے اسٹیشن پر پہونچے تو اتار لیے گئے۔ عورت نے اپنی حقیقی و اصل روئداد کا اظہار کیا مگر اسٹیشن ماسٹر نے جو بدذات تھا عورت سے زیادہ کرایہ طلب کیا۔ اس کے بعد مظلوم عورت نے اسٹیشن ماسٹر کو روپے دیئے کہ ایک تار اپنے بہنوئی کو غازی آباد کے اسٹیشن پر دے اور دوسرا لکھنؤ میں فلاں رشتہ دار کو دیدے۔ مگر اسٹیشن ماسٹر نے روپے بھی ہضم کر لیے۔ اور تار بھی نہ دی۔ جب اس کا بہنوئی نے غازی آباد وہاں جانے کے لیے ٹکٹ خرید۔ اور گاڑی میں سوار ہو گئی لیکن اس نے بھی اس غریب کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اسٹیشن ماسٹر کا بھائی اور ایک پولیس کا سپاہی اس کے پاس آیا اور کہا کہ تیرے پاس چوری کا زیور ہے۔ یہ کہکر ان بدمعاشوں نے اس کی صندوقچی چھین لی جس میں کچھ روپیہ وغیرہ ہوتا تھا۔ عورت نے شور مچایا۔ مگر کسی نے نہ سنا۔ اس درمیان میں اس کا بہنوئی بھی دوسری گاڑی میں وابستہ پہونچ گیا۔ جب اس نے یہ کیفیت سنی تو پولیس کو خبر دی۔ پولیس نے تحقیقات کی تو اسٹیشن ماسٹر اور اس کے رشتہ کے پاس سے چیزیں برآمد ہوئیں۔ عدالت نے تینوں مدعا علیہم کو دو دو سال قید سخت کی سزا دی۔ ان ظالموں نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا تو وہاں وہ دو سال کی برقرار رکھی۔

ایک عجیب بچہ

بستی میں ایک شخص کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ جسے انہوں نے لڑکی خیال کر کے پالا پوسا جب بالغ ہوئی تو اس کی شادی کی جب لڑکی سسرال پہونچی تو خاوند نے دو تین دن بعد شور مچایا۔ لڑکی میں عورتوں کی علامات مفقود تھیں۔ جھگڑا ہو گیا۔ اس لئے ڈاکٹری تشخیص سے فیصلہ ہوا کہ یہ لڑکی نہیں بلکہ لڑکا ہے مردوں کی سی اس کی مردانہ علامت تھی۔ مگر اس سے پیشاب نہیں نکلتا تھا۔ اس سے نیچے ایک سوراخ تھا جس سے پیشاب خارج ہوتا تھا۔ ڈاکٹر نے جہاں پاس کے ہسپتال کو تو ایک سوراخ کیا۔ وہاں اس کا اپریشن بھی کیا۔ اب وہ لڑکی جیسا کہ سمجھا جاتا تھا مرد لڑکا ہے۔ خدا کی قدرت کے نشان۔

کر بھلا تیرا ہو بھلا

گورنمنٹ نے تجویز کی ہے کہ ایک ایسی چھٹکارا کی سکیم کی ضرورت زیر غور ہے کہ قیدی اپنی مدت کی تکمیل کے بعد جیل کی تربیت سے استعمال کرتی ہے کہ دوسری جگہ اس سے جیل کی مدد سے وہاں ایک ہی گورنمنٹ کی نگرانی کی گئی ہے کہ ملک کے کاریگروں کی مدد دینے کا منصوبہ قیدیوں کی مدد کر کے وہاں سے ہنر و ہنر کردہ ہو کر عمدہ بن جائیں گے۔

ایک نئی قسم کی چوری

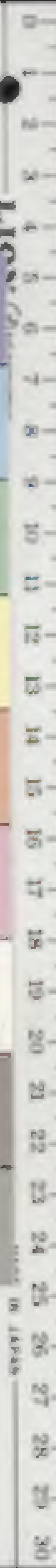
خبر عام ہے کہ کلکتہ میں کچھ عرصہ سے ایک بڑی رقم ہنڈی وغیرہ کی چوری ہو رہی ہے جس سے ایک کاروبار کو نقصان پہنچایا ہے۔ حال کی تحقیقات سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ منگوائی گئیں۔ وہ بیگ کے مطابق بیان ہے سوداگروں نے خرید لیں لیکن جب کھول کر دیکھیں تو معلوم ہوا کہ اصل کی بجائے نقلی اینٹیں اور مٹی بھرا ہوا ہے اس خوبی سے بھرے ہیں کہ باہر سے کچھ معلوم نہ ہوتا تھا۔ نقصان کی تعداد میں ساہوکاروں نے بھی ہیں۔ یہ چالاکی نہ معلوم کب سے جاری تھی کہ یہاں کا سال مکان کو ٹھکار گزرا۔ اس سے وزن کا پورا کیا گیا تھا۔ یہ کام کیسے ہوا یہ ابھی معلوم نہیں ہے۔ خریدار لوگ بجائے مال کے خاک پتھر دیکھ کر دنگ ہو گئے تحقیقات کر رہے ہیں۔ اب تک کچھ پتہ نہیں لگا ہے۔

ایک معزز زیر الزام خیانت

سورت میں ایک شریف اور معزز شخص کو جو ایک عرصہ سے خیانت مجرمانہ کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے جس سے خاص دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اس مقدمہ میں سے یہاں کا کمیٹی کا ممبر بھی ہے۔ اس مقدمہ کا مستغیث ریاست کا ایک معزز جاگیردار جلال الدین حسن خان ہے۔ جن کے زیور و جواہرات کا ایک بکس قریب بیس برس ہوئے کہ اس کے پاس امانت رکھا تھا۔ اور اب وہ ہرگز واپس نہیں کرتا ہے۔ زیورات کی مالیت ایک لاکھ روپیہ ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس مقدمہ پر سورت میں بہت سنسنی پیدا ہو گئی ہے۔ ملزم نواب صاحب کے خاندان کی ایک بیٹی نے بڑی مالیت کے لیے کیا تھا عدالت نے ملزم کو ستر ہزار روپیہ کی ضمانت دینے پر رہا کر دیا ہے۔ اس کا مکان بھی بعد ازاں بند کیا گیا۔ اور قفل لگائے گئے۔ ابھی تک بہت تلاش کی گئی۔ مگر ابھی تک اس مال کا پتہ نہیں لگا۔ ایک مجسٹریٹ اس مقدمہ کی سماعت کر رہا ہے۔

آگ سے نقصان جان

سخت افسوس کی خبر ہے کہ ایک حادثہ جانکاہ کی خبر آئی ہے جس میں تمام شہر کے لوگ دوڑ کر آئے جہاں کے



سری پرتاپ کالج کے لائق اور نیک نام پرنسپل مسٹر کالے صاحب پچھلے ہفتے بدقسمتی سے اپنی ہوس بوٹ میں جل کر مر گئے۔ پرنسپل صاحب اسی ہوس بوٹ میں پہنچے تھے۔ وہ رات کو آرام سے سو رہے تھے کہ قریب چار بجے صبح کو دفعتاً اس کشتی میں آگ اس تیزی سے بھڑک اٹھی کہ سطح دریا تک تمام کشتی چشم زدن میں جل کر راکھ ہو گئی پرنسپل صاحب کی سوختہ لاش نکالی گئی۔ وہ اسی روز شام کو بڑی عزت سے وہاں کے یورپین قبرستان میں دفن کئے گئے۔ کچھ معلوم نہیں کہ آگ کیسے لگی۔ عام خیال ہے کہ آگ کسی گوشہ سے اندر ہی اندر سلگتی رہی کہ اس کے بعد دفعتاً بھڑک اٹھی۔ مسٹر کالے صاحب بڑے ہر دلعزیز اور نیک مزاج منتظم تھے۔ اور طلبائے کالج آپ پر فخر کرتے تھے۔ سر حضور مہاراجہ صاحب بہادر کو کس قدر رنج ہوا اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کشمیر میں سب لوگ اس نقصان پر متاسف ہیں۔ لیکن کیا چارہ ہو۔

فوجی خون

حیدرآباد دکن کی خبر ہے کہ چھاؤنی بولارم میں (رسالہ سوار) کو ایک افسوسناک حادثہ ہوا۔ ۵۰۹ ویں پلٹن رسل صاحب کا حوالدار مہاویر سنگھ نشانہ بندوق سے قتل کیا گیا قاتل کا نام گیان سنگھ تھا جس نے حوالدار کو نشانہ بندوق بنا کر مسودہ جودہا سنگھ پر بھی فیر کیا۔ سپاہی نے وہ وار رد کیا لیکن وہ بھی زندہ رہا۔ اتنے میں جمعدار کول سنگھ نے لپک کر قاتل گیان سنگھ کو پکڑا۔ وہ گارد روم میں بند کیا گیا۔ اور سول عدالت میں مقدمہ سماعت کریں گے جس گولی سے حوالدار مارا گیا وہی گولی ایک دوسرے سپاہی کے بازو میں لگی۔ لیکن زخم سخت نہیں تھا حوالدار نے قاتل سپاہی کے خلاف رپورٹ کی تھی۔ کہ جس کے باعث اس کو قلیل سزا دی گئی تھی۔ اسی کا غصہ نکالا ہے۔

تلادان

مہاراجہ صاحب نیپال نے تلادان کیا یعنی اپنا ہم وزن سونا تول کر مساکین کو تقسیم کیا۔ زمانہ سابق میں شاہان اور امیران ریاست اکثر اس قسم کا دان کیا کرتے تھے۔ سیواجی نے بھی ایک دفعہ سونے کا تلادان کیا تھا نیز شہنشاہ اکبر و شاہجہان نے اکثر موقعوں پر اور راجہ کرن ہر صبح کو طلائی تلادان کرتا تھا۔ گر زمانہ حال کے روسا کے خزانوں میں اس قدر دولت نہیں رہی۔ بلکہ فیاضی اور خیرات کی شے ہوا ہو گئی۔

عجیب شہر

امریکہ میں دریائے ہڈسن ایک بہت بڑا دریا ہے نیویارک اور نیو جرسی دو بڑے شہر اس کے دونوں طرف آمنے سامنے بسے ہوئے ہیں۔ درمیان میں حد نظر تک دریا کا طول آ رہا ہے بیچ میں پل یا اس میں پل کی جگہ انجنیروں نے دریا کے نیچے ایک سرنگ بنائی ہے اس کے اندر سے بجلی کی ریل دوڑائی جاویگی۔ ندی کے اندر ایک سٹیشن بنے گا نیویارک میں سٹیشن بن رہا ہے۔ وہ بڑا ہی عالیشان ہوگا۔ بارہ ہزار آدمی اس میں رہ سکیں گے۔ وہ کانیں سونگی کا محکمہ جو ریل کے ملازموں کے رہنے اور کام کرنے کے مکان ہونگے اور معلوم کیا گیا ہو گا۔ یہ سٹیشن گویا ایک شہر ہوگا اس ریل کے نکالنے میں کئی کروڑ روپے کے قریب خرچ پڑیگا۔ یہ سب روپیہ عام لوگوں سے ریلوے کمپنی کے حصے بیچ کر اکٹھا کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ سے ایک پائی کی مدد نہیں لیگئی۔

عجیب حساب

ایک صاحب نے حساب لگایا ہے کہ اس وقت تمام دنیا کی آبادی ایک ارب چھیالیس کروڑ ستر لاکھ کے قریب ہے۔ یہ آبادی تمام روئے زمین پر مساوی طور پر منقسم نہیں ہے کہیں زیادہ کہیں کم ہے لیکن اگر اوسط لگائی جاوے تو معلوم ہو گا کہ روئے زمین کے خشکی پر فی ایک مربع میل میں زیادہ آدمی آباد ہیں۔ روئے زمین کے خشکی کا رقبہ پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ مربع میل ہے۔ اس میں سے ۲۰۰ لاکھ مربع میل قابل زراعت یعنی ۸۰ لاکھ جنگل پہاڑی ہیں۔ اور قریب ۹۰ لاکھ مربع میل بنجر زمین ہے۔ صاحب موصوف کا قیاس ہے کہ دنیا کی قابل زراعت اور پہاڑی زمین میں سب ملا کر زیادہ سے زیادہ انسان بہ آسانی بس سکتے ہیں۔ جس حساب سے آبادی آجکل بڑھ رہی ہے۔ اگر اس میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی تو قریب ۱۷۲ برس میں تمام دنیا کی آبادی ۶ ارب ہو جائیگی۔ اس وقت سنہ ۲۰۸۰ء میں انسانوں کے آرام سے رہنے کے لئے کیا تدبیر عمل میں لائینگے کیونکہ یہ حساب انہیں کا لگایا ہوا ہے۔

ایک مسلمان عورت کی سخاوت

مسماۃ انگوبائی موصوفہ ایک سیدہ ہیں ساکن پونہ ایک مسلمان خاتون ہیں جنہوں نے اپنی نیک کمائی سے جو انہوں نے سودے کی تجارت سے حاصل ہوئی قریباً دو لاکھ روپیہ مسجدوں درگاہوں اور جماعت خانوں کی مرمت میں صرف کیا ہے آجکل وہ اپنے جماعت خانہ کی مسجد میں ایک شفاخانہ کھولنا چاہتی ہیں جس کی تعمیر کیلئے انہوں نے پانچ ہزار روپیہ کا خرچ منظور کیا ہے۔

سلطان

عبدالحمید خاں آجکل اپنی سوانح عمری خود لکھ رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے دنوں جناب ممدوح کی نسبت دشمنوں نے دیوانگی کی جو خبر مشہور کی تھی۔ وہ بالکل غلط تھی۔ اس لئے اگر خدانخواستہ یہ کیفیت حادث ہوتی تو تصنیف و تالیف کا کام کیونکر ہو سکتا۔

گلدستہ اخبار

آل انڈیا برہمن کانفرنس کے جنرل سکرٹری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ آنریبل مہاراجہ رودھیر سنگھ بہادر کے سی آئی ای دربھنگہ اور سر ڈاکٹر پرتول چندر چیٹرجی ایم اے ایل ایل بی ڈی ایل کے ٹی سی آئی ای ریٹائرڈ جج چیف کورٹ پنجاب نے از راہ شفقت اس کانفرنس کے صدر نشین کے عہدے کو منظور فرمایا ہے۔ جو بمقام لاہور ۲۹-۳۰ اور ۳۱ تاریخوں میں فراہم ہوگی۔

لندن سے ایک مشہور رسالہ بیسویں صدی [illegible] شائع ہوتا ہے۔ اس میں ایک صاحب کے ایڈمنڈ کاکس مالی لکھتے ہیں۔ ہم ہندوستانیوں سے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہماری قوم آزاد خیال اور منصف مزاج ہے۔ اور جب ہندوستانی قابل ہوجاینگے تو حکومت خود اختیاری کے دینے میں کبھی تامل نہ کرے گی اس وقت ہندوستانی اس خیال میں ہیں کہ ان کو حکومت خود اختیاری عطا کردیجائے اگر اس وقت ان کو حکومت خود اختیاری عطا کردیجائے تو سب قومیں آپس میں لڑکر خونریزی کا بازار گرم کردیں گی اور ساری محنت برباد ہوجائے گی

اخبار [illegible] لکھتا ہے کہ حال میں امیر کابل نے افغانستان کے مختلف ملاؤں سے اس معاملہ میں رائے طلب کی تھی کہ [illegible] کے جو گورنمنٹ کی خلاف ورزی کرنے والے لوگ افغانستان میں داخل ہوں۔ اُن کو وہاں پناہ دیجائے یا نہ دیجائے۔ ملاؤں نے رائے دی ہے کہ ایسے لوگ بشرطیکہ وہ سچے مسلمان ہوں ان کو پناہ دیجائے اور انہیں سرحد پر آباد کیا جائے۔

آبپاشی ۱۹۰۹ء کی رپورٹ آبپاشی کے مطابق کل رقبہ زیر آبپاشی کوئی ۷۰ ملین تھا اور اس میں ۴ [illegible] کروڑ کی فصل پیدا ہوئی۔

افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ ہمارے مشن سکول کا ایک خوش متواضع دیندار لائق [illegible] استاد جس کا نام [illegible] تھا چند روز بیمار رہ کر آخر شب دو شنبہ ۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کو عین جوانی میں ہم سے اور اپنے ایک چھوٹے لڑکے تین لڑکیوں بیوی اور ماں باپ خویش و اقربا سے جدا ہو کر عالم آخرت میں جا گذرا ہے۔ جس کے گذرجانے سے سب میں اداسی کا سما چھا گیا ہے۔ گو سب صبر و تسلیم کے کیا جاتا ہے۔ دعا ہے کہ خدا مرحوم کے بچے اور لڑکیوں کی عمر دراز کرے اور صبر جمیل عطا فرما کر ان کا حافظ و ناصر ہے۔

(ڈاکٹر بی سوئل ہیڈ ماسٹر مشن سکول [illegible])

لوکل

سخت افسوس ہے کہ رائے بہادر لالہ امر [illegible] سنگھ صاحب بہادر ریٹائرڈ اسسٹنٹ [illegible] ملتان [illegible] ۱۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ رائے صاحب بہادر مرحوم نے قریباً ۴۰ سال سے زیادہ محکمہ تعلیم کی خدمت کی۔ [illegible] صاحب محکمہ تعلیم کے [illegible] اعلیٰ درجے کے خلیق منکسر مزاج کارکن [illegible] رائے صاحب بہادر کی بے وقت موت سے محکمہ تعلیم کو سخت نقصان ہوا رائے صاحب کی واقفیت کا دائرہ بہت ہی وسیع تھا اُن کی موت کا غم قریباً کل پنجاب کو ہوگا۔ رائے صاحب کی [illegible] اور [illegible] پیش کرینگے۔ سب ہماری دعا ہے کہ [illegible] پسماندگان اور ان کے دوستوں [illegible] کو صبر عطا کریں۔ کیونکہ یہ دنیا مثل سرائے ہے۔ آخر [illegible] سب نے چلنا ہے۔

داروغہ آبکاری لودیانہ موقوف کئے گئے۔ ماسٹر [illegible]

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی

بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا ہمیں برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہیں اور قسم قسم کے علاج کرکے تنگ آگئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور آزمائش کیجئے اس دوا سے جو فایدے ہیں وہ بے حد ہیں۔ یہ طحال کے بڑھنے کو رفع کرتی ہے اس سے اس کے جاری رکھنے سے بخار کا دورہ ہو جاتا ہے اور بدن کو طاقت آتی ہے دوا کی خوراک کو شفا ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ قیمت بڑی شیشی عہ محصول ڈاک ۳ شیشی تک۔ قیمت چھوٹی شیشی ۸؍ محصول ڈاک ۶ شیشی تک۔

داد کا مجرب مرہم

یہ کیا ہی دکانیں کھلی ہیں جو ہوتی ہیں۔ دو تین دفعہ کے لگانے سے یکدم آرام ہو جاتا ہے ہر طرح مرہم کے ایک ڈبیہ کی قیمت ۳ ہر ڈاک خرچ علاوہ ہے۔ فہرست دوا خانہ کی مفت بھیجی جاتی ہے۔

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۔ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

پریسبیٹرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی بہتر سے بہتر سکولوں میں تعلیم پاتے۔ وظیفہ پا سکتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں اس فنڈ نے ..... روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں۔ جس حساب سے اب بینک میں ۷۷ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔

رپورٹ سے پر اسپیکٹس (اردو انگریزی) مسٹر جی گولکناتھ ایڈمنسٹریٹر ٹریزرر گلاب ایم ۱۰ سے فورمین لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

تپ دق کی اکسیر دوا

صاحبان ہمارے دوا بہ طریق سفوف ایجاد کی انگریزی و یونانی اور یہ کام کب سے بڑے بڑے بجائے کہ جس کو جس کو ڈاکٹروں اور حکیموں نے تپ دق قرار دیا ہو جو بہ ..... میں وہ صفایہ سے ثابت ہوئی ہے سینکڑوں دوائیوں کا تجربہ کیا۔ مگر اس سے زیادہ منفعت کسی کو نہ پایا جہاں آپ نے انگریزی کمپاؤنڈ سیرپ اور ..... اور وہ اسکاٹ امنشن۔ پیپرو لیم امنشن۔ ٹیرول گریلاٹ سیرپ۔ مارٹیول ٹرنگس ..... وغیرہ ۱۰ اور یونانی ادویہ سوف قرص کافور۔ دو جبار قرص کشتہ ابرق و جوہر تل وغیرہ استعمال کرنے سے فایدہ نہ اٹھایا ہو وہاں ہماری ایجاد کردہ دوا کو بھی استعمال کر کے تجربہ فرمائیں ان شاء اللہ خدا کے فضل سے فایدہ پہنچنا ہوگا۔ اس دوا سے بھوک لگتی ہے اور جسم میں بہت طاقت پیدا ہوتی ہے مرض آہستہ آہستہ دور ہو جاتا ہے۔ پندرہ روز کی دوا قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

بلیتھ ریسٹور ریوڈر۔ یہ دوا منجملہ امراض کو فصلیں ..... سے ہر ایک گھر میں موجود رہنی چاہیے سوائے ..... اور حکیم کی بہت کم ضرورت ہوگی ستاپ تپ۔ جلودھر۔ باگولہ، بد ہضمی۔ پیٹ میں ہوا کا بھرنا۔ کی ہو کم۔ درد کا ہضم ہونا۔ دردگردہ و کمر وغیرہ۔ دوسرے پانی، درد جگر ہر قسم پرانے دست و پیچش۔ ہیضہ وغیرہ۔ ۲ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

ٹانک پلز۔ یہ گولیاں انگریزی و یونانی جات ہی مقوی ہیں تاثیر ادویہ سے نہ ہوتی ہیں۔ ..... پیدا کرتی ہیں نیز ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں ..... قیمت ..... دوائی ہوا سیر۔ بواسیر خونی و بادی کو جڑ سے دور کرتی ہے۔ دوبارہ نہیں ہوتی ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

المشتہر۔ این۔ ایس ..... نیشنل میڈیکل ہال راولپنڈی شہر

شرح اجرت اشتہارات

تعداد مشتہر	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
کارڈ کا قطعی حصہ	۱۲؍	۸؍	ے
چوتھائی کالم	۸؍	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	سعہ
پورا کالم	عہ	سعہ	عہ
پورا صفحہ	عہ	عہ	سعہ

ایک وقت کے لئے فی سطر ایک آنہ ہے اگر کسی اشتہار کے لئے زیادہ جاوے گا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سی بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۶۵ء

پرفضا محل وقوع

مستند استادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حفظ صحت کا خاص خیال

صرف بکثرت جو سال طلباء داخل ہو سکتے ہیں

شرح خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ عہ

گروہ طلباء یک ہی خاندان کے ہوں ..... عہ کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔

کارخانہ صنعت سکول میں ہر قسم کی کرسیاں کوچ و میز وغیرہ وغیرہ سامان حسل المساوی ..... وغیرہ تیار ہوتا ہے نہایت عمدہ اور جو کی کرسی کا نہایت اعلیٰ تیار ہوتا ہے۔ قیمت کرسی ..... سے ..... تک کرایہ ریل عہ

مزید دریافت حال کے لئے ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے خط و کتابت کریں۔

شہادت کیا ہو سکتی ہے

اس سے بڑھ کر اور

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ویرن ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم جالا پھولا ناخونہ سبل ابتدائی موتیابند پانی جانا وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے بوڑھے تک کو یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص ممیرہ فی ماشہ میں روپیہ مصری تولہ ہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے ✦

المشتہر

پروفیسر میاں سنگھ بہادر

مقام

بٹالہ ضلع گورداسپور

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ہمارے سرمہ کی سندات جو گورنمنٹ ہند بیرسٹر ہائے نیز ہمارے قسم کے لئے ہمارے اشتہار میں ملکی طور پر لکھے گئے ہیں جعلی ثابت کر دے تو اسکو پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو پنجاب بنک میں جمع ہے